رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔
(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری اُمور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

الفضل

ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | ۶ ۔ مئی سنہ ۱۹۲۰ء | پنجشنبہ | مطابق ۱۶ شعبان سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۸۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۔ مئی سنہ ۱۹۲۰ء درس قرآن کریم سے قبل یہ خوشخبری سنائی۔ کہ مفتی صاحب کا خط آیا ہے۔ جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ امریکن حکومت نے بعض اعتراضات واپس لے لئے ہیں۔ اور بعض جو بظاہر چھوٹے معلوم ہوتے ہیں۔ ابھی زیر غور کریں۔ دوست دعا کریں کہ خدا تعالیٰ سب روکاوٹیں دور فرمائے ٭

چند دن سے درس قرآن کریم میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک یہ طریق تجویز فرمایا ہے کہ جس رکوع کا درس دیتے ہیں اسمیں سے کسی ایک آیۃ کے متعلق طلباء کو ہدایت فرما دیتے ہیں کہ اس کے معنی اور مطلب لکھ کر لاؤ یا جو اعتراض اس پر پڑتے ہیں ان کے جواب لکھو۔ اور پھر خود اس کے متعلق تقریر فرماتے ہیں ٭

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ پشاور

برادر محمد عبد المجید خان صاحب سکرٹری تبلیغ پشاور تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جماعت بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے ترقی پر ہے گذشتہ اختلاف میں ہمارے محترم قاضی محمد یوسف صاحب احمدی کی زیر سرپرستی اس جماعت نے تمام مراحل کو نہایت کامیابی کے ساتھ طے کیا۔ پیغامی فتنہ کے مقابل ہماری جماعت خدا کے فضل سے اب کافی مستحکم ہے۔ گو بعض سرحدی روکاوٹوں کے باعث غیر احمدیوں میں پبلک لیکچروں کا تاحال کوئی خاص انتظام نہیں کیا گیا۔ فی الحال تبلیغ کا کام ٹریکٹوں کے ذریعہ بخوبی ہو رہا ہے۔ چنانچہ "النبوۃ فی القرآن" اور "چیلنج بوعدہ یکصد روپیہ انعام" مُصنّفہ جناب مولانا قاضی محمد یوسف صاحب احمدی کی اشاعت حال میں ہی اضلاع پشاور میں کثرت سے کی گئی جس نے مخالفین کا ناطقہ بند کر دیا۔ یہاں کے غیر مبایعین پہلے تو کبھی نہ کبھی بولنے کی جرأت کرتے تھے۔ مگر اب تو وہ کچھ ایسے سو گئے۔ کہ باوجود ہمارے بار بار فرداً فرداً اور اخبارات کے ذریعہ بلانے کے بھی اس چیلنج کے جواب کے لئے نہیں جاگتے۔ کلام اللہ کے ذریعہ فیصلہ کرنا تو انہیں موت کا سامنا دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ پیغام میں مرزا نذر علی صاحب خود اپنے دست مبارک سے ایک طرز پر اس امر کا اظہار فرما چکے ہیں۔ کہ یہاں کے احمدی مبایعین الخفیں قرآن کریم کے فیصلوں کی طرف بلاتے ہیں جس کے قبول کرنے سے غیر مبایعین بھمہ وجوہ قاصر ہیں۔

ہمارے احباب فرداً فرداً زبانی تبلیغ بھی سرگرمی سے کرتے رہتے ہیں۔ جنمیں سے میاں مراد بخش صاحب

مولوی مسیح الدین صاحب اور پیر محمد زمان شاہ صاحب بی۔ اے قابل ذکر ہیں۔ ہمارے بزرگ مرزا عبدالرحیم صاحب احمدی کی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔ حال ہی میں جناب میاں مراد بخش صاحب کی تبلیغ سے جناب عبدالکریم صاحب سپورٹس مرچنٹ جو ایک متمول۔ صاحب حیثیت اور پُرجوش آدمی ہیں۔ ہماری جماعت میں شامل ہوئے ان کا بیعت نامہ یہ ہے:۔

یہ خاکسار بخلوص نیت اس تحریر کے ذریعہ حضرۃ خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ العزیز کی بیعت میں داخل ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ اور احباب سے استدعا ہے کہ خاکسار کی استقامت اور خدمت دین میں بیش از بیش حصہ لینے کی توفیق ملنے کے لئے دعا فرماکر عند اللہ ماجور ہوں۔ والسلام

دستخط عبدالکریم

سپورٹس مرچنٹ پشاور۔

مدراس میں تبلیغ

جناب مولوی حکیم خلیل احمد صاحب کا مکتوب مورخہ ۱۲۔ اپریل مظہر ہے کہ آپ نے مدراس میں درس قرآن جاری کر دیا ہے۔ جماعت کے احباب نے موصوف کو ساحل سمندر پر ٹی پارٹی دی۔ غیر احمدی جمع تھے۔ آپ کی ایک تقریر صداقت مسیح موعود پر ہوئی۔ جس کا سلسلہ گیارہ بجے سے لیکر ۲ بجے تک جاری رہا۔ اسی طرح پر آپ کی پبلک تقریر ہوئی موضوع بحث "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ" تھی۔ لوگوں نے غور و توجہ سے سُنی۔ اسی میں آپ نے وفات مسیح اور مسیح موعود کی آمد کا ذکر کیا۔ طلباء کالج بھی آپ سے ملتے ہیں۔

اعلان نکاح

بابو امداد علی ولد خواجہ کرم داد ساکن جموں کا خطبہ نکاح بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر مسماۃ سکینہ بیگم دختر محمد ابراہیم صاحب ساکن گوہرپور تحصیل و ضلع سیالکوٹ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پڑھا۔ ناظر امور عامہ قادیان۔

خاص دُعا

جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب امیر جماعت احمدیہ فیروزپور کی خاص ترقی کا سوال درپیش ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو ترقی دے۔ تاکہ آپ بیش از بیش سلسلہ کی خدمت کر سکیں۔

سرحدی اضلاع کے لئے اطلاع

جیسا کہ کسی گذشتہ پرچہ الفضل میں اعلان ہو چکا ہے۔ منشی نور الدین صاحب ڈرافٹسمین راولپنڈی معہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری مبلغ بعض اضلاع میں اس غرض کے لئے دورہ کرینگے۔ کہ چندوں کے حسابات کی پڑتال اور بقایا کی وصولی کی تحریک کریں۔ چنانچہ اس اعلان کے مطابق ان ہر دو صاحبان نے دورہ شروع کر کے ضلع جہلم و راولپنڈی کی اکثر انجمنوں کا معائنہ کر لیا ہے۔ اور ۲۔ تاریخ مئی سے مندرجہ ذیل انجمنوں کا دورہ شروع کر دیا ہے۔ ایبٹ آباد۔ کیمبل پور نوشہرہ۔ مردان۔ پشاور۔ کوہاٹ۔ بنوں۔ ٹانک سکرٹری صاحبان و ممبر صاحبان ان کا خیر مقدم کر کے ان کے کام کو سرانجام دیں۔ ناظر بیت المال

ولادت

شیخ عبدالقدوس صاحب نومسلم سکرٹری انجمن احمدیہ محلاں والہ کے ہاں ۱۵-۱۶ اپریل کی درمیانی شب کو لڑکی متولد ہوئی۔ اللہ مبارک کرے

درخواست دُعا

جن طلباء نے یونیورسٹی کے امتحانات دئے ہیں۔ اور تا حال ان کے نتائج نہیں نکلے۔ ان کے لئے دعا کی جائے۔ مالابار میں ہیضہ اور گلگت میں ایک خطرناک بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور حکیم عبدالصمد صاحب انجولی اور شیخ عبدالرشید صاحب ڈیرہ دون بیمار ہیں انکی صحت کے لئے بھی دعا کی جائے ۞

نماز جنازہ

سید رفیق الدین محی الدین پور کٹک میں اور پی علی کیتھی کی لڑکی کنانور میں علی اختر محمد شفیق صاحب سب انسپکٹر پولیس متعینہ گورکھپور کی لڑکی اور فیض اللہ پسر غلام محمد خان صاحب ڈیرہ غازی خان میں حکیم عبدالرحمٰن صاحب مالابار میں اور حاجی رحیم ڈار صاحب قصبہ اسلام آباد کشمیر میں اور برادر سردار محمد صاحب کے والد لودھی ننگل میں فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں ۞

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تازہ نظم

ایک گذشتہ پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظم درج ہو چکی ہے۔ اور ذیل میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تازہ نظم شائع کی جاتی ہے۔ ان پاکیزہ جذبات اور مطہر خیالات کی اشاعت پر "الفضل" کو خاص طور پر ناز ہے۔ خدا کرے۔ الفضل آیندہ بھی ایسے پاکیزہ کلام شائع کر کے اپنے ناظرین کو محظوظ کر سکے۔ (ایڈیٹر)

مالِ دل دے دیا فقیر ہوئے
اس فقیری میں ہم امیر ہوئے

جب سے دیکھا ہے روئے یار ازل
بُت مری آنکھوں میں حقیر ہوئے

ان نگاہوں نے کر دیا گھائل
جگر و دل کے پار تیر ہوئے

زاہدو تم سے دل ملے کیونکر
تم ہو آزاد ہم اسیر ہوئے

دل غنی ہے متاع دُنیا سے
جب سے اس در کے ہم فقیر ہوئے

آؤ بُلبل کہ مل کے نالہ کریں
ہو گیا عرصہ ہمصفیر ہوئے

دل میں کیا جانے کیا خیال آیا
آج نغمہ سرا بشیر ہوئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۶ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

حضرت مسیح موعود کے الہامات پر مخالفین کے اعتراض اور ان کے مدلل جواب

(۶)
اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ عَرْشِیْ۔

(از قلم مولوی فضل الدین صاحب وکیل)

حضرت مرزا صاحب کا ایک اور الہام اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ عَرْشِیْ ہے۔ اس پر بھی بوجہ ناواقفی کے اعتراض کئے جاتے ہیں حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ "یہ لفظ اس لئے بیان کیا گیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی تجلیات جمالی و جلالی کا اتم مظہر عرش ہے۔ اور مسیح موعود اتم مظہر صفات جمالیہ کا ہے۔ جو کہ اسوقت ظاہر ہو رہی ہیں۔ اور اس لئے کل انبیاءؑ کے ناموں سے مجھے مخاطب کیا گیا ہے۔ تاکہ ان کے کل صفات کا مظہر تام میں ہو جاؤں۔ خدا تعالیٰ کی صفات مر رہے ہیں۔ پس چونکہ ان ایام میں خدا کی صفات اپنی پوری تجلی سے کام کر رہی ہیں۔ اس مناسبت کے لحاظ سے عرش کہا گیا ہے۔ پس جیسے میرے الہامات میں اخطی واصیب وافطر واصوم وغیرہ کلام الٰہی بطور استعارہ کے آئے ہیں۔ ویسے ہی یہ بھی ایک استعارہ ہے۔" دیکھو البدر نمبر ۱۶ جلد ۳ صفحہ ۸ - بابت ۲۴ - اپریل سنہ ۱۹۰۴ء اور صوفیاء نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ مومن کا دل عرش اللہ ہے۔ جیسا کہ مکتوبات مجدد الف ثانی جلد اول مکتوب نمبر ۲ میں بحوالہ حدیث قدسی لکھا ہے۔ "لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ" کہ مجھ پروردگار کو نہیں سما سکتے۔ زمین آسمان مگر میرے بندہ مومن کا دل [illegible]

(۷)
سَبَّحَکَ اللّٰہُ وَرَافَاکَ

حضرت مرزا صاحب کا ایک اور الہام ہے۔ جو الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۸ میں شائع ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ "سَبَّحَکَ اللّٰہُ وَرَافَاکَ"۔ اس پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ کیا خدا بھی کسی کی تسبیح کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ تسبیح کے معنے عیب سے پاک کرنے کے ہیں۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵ میں حضرت مرزا صاحب نے اس الہام کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ "خدا نے ہر ایک عیب[1] سے تجھے پاک کیا۔ اور تجھ سے موافقت کی۔ اور آپ نے تریاق القلوب طبع اول صفحہ ۹۴ - ۹۵ - میں یہ بھی لکھا ہے کہ منجملہ نشانات کے ایک نشان یہ بھی ہے۔ کہ تخمیناً ۲۵ برس کے قریب عرصہ گذر گیا ہے۔ کہ میں گورداسپور میں تھا۔ کہ مجھے یہ خواب آئی۔ کہ میں ایک جگہ چارپائی پر بیٹھا ہوں۔ اور اسی چارپائی پر بائیں طرف میرے مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم غزنوی بیٹھے ہیں ..... اتنے میں تین فرشتے آسمان سے آئے۔ ایک کا نام ان میں سے خیراتی تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے۔ اور میں چارپائی پر بیٹھا رہا۔ تب میں نے ان فرشتوں اور مولوی عبد اللہ صاحب کو کہا۔ کہ آؤ میں ایک دعا کرتا ہوں۔ تم آمین کرو۔ تب میں نے یہ دعا کی کہ رَبِّ اَذْھِبْ عَنِّیَ الرِّجْسَ وَطَھِّرْنِیْ تَطْھِیْرًا اس کے بعد وہ تینوں فرشتے آسمان کی طرف اٹھ گئے اور مولوی عبد اللہ صاحب بھی آسمان کی طرف اٹھ گئے۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔ اور آنکھ کھلتے ہی میں نے دیکھا۔ کہ ایک طاقت بالا مجھ کو ارضی زندگی سے بلند تر کھینچ کر لے گئی۔ اور وہ ایک ہی رات تھی۔ جس نے بتمام و کمال میری اصلاح کر دی۔ اور مجھ میں وہ تبدیلی واقع ہوئی کہ جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادہ سے نہیں ہو سکتی۔"

[1] لغت میں بھی لکھا ہے۔ اَصْلُ التَّسْبِیْحِ التَّنْزِیْہُ وَالتَّقْدِیْسُ وَالتَّبْرِیَۃُ مِنَ النَّقَائِصِ ثُمَّ اسْتُعْمِلَ فِیْ مَوَاضِعَ تَقْرُبُ مِنْہُ اِتِّسَاعًا۔ یعنے تسبیح کے اصلی معنی لغت میں نقصوں سے پاک کرنے کے ہیں۔ مگر مجازاً اس لفظ کا استعمال ان موقعوں پر بھی ہو جاتا ہے۔ جو ان معنوں کے قریب قریب ہیں دیکھو نہایہ ابن الاثیر۔ منہ

اس الہام کے پڑھنے سے ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس طرح پاک کیا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتی ہے سو اس کے متعلق اس سلسلہ مضمون کے پہلے نمبر ۱ میں مختصر ذکر ہو چکا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کا الہام بھی ہے۔ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ" - دیکھو البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۔

(۸)
وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

حضرت مرزا صاحب کا ایک اور الہام ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ۔ اس پر بھی اعتراض ہے۔ کہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے برابری کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ حالانکہ الہام کا ترجمہ صرف یہ ہے۔ کہ "میں نے تجھے اسلئے بھیجا ہے۔ کہ تا سب لوگوں کے لئے رحمت کا سامان پیش کروں۔" دیکھو براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۶۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے اسی صفحہ پر اس الہام کے آگے دوسرا الہام یہ درج ہے۔ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ وَکَانَ کَیْدُھُمْ عَظِیْمًا۔ جس کی تشریح یہ کی گئی ہے۔ کہ جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے کافر ہو گئے ہیں۔ یعنی کفر پر سخت اصرار اختیار کر لیا ہے۔ وہ اپنے کفر سے بجز اس کے باز آنے والے نہیں تھے۔ کہ ان کو کھلی نشانی دکھلائی جاتی اور ان کا مکر ایک بھاری مکر تھا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے آیات سماوی اور دلائل عقلی سے اس عاجز کے ہاتھ پر ظاہر کیا ہے۔ وہ اتمام حجت کے لئے نہایت ضروری تھا۔ اور اس زمانہ کے سیاہ باطن جن کو جہل اور خبث کے کیڑے نے اندر ہی اندر کھا لیا ہے ایسے نہیں تھے۔ جو بجز آیات صریحہ و براہین قطعیہ اپنے کفر سے باز آ جاتے بلکہ وہ اس مکر میں لگے ہوئے تھے۔ کہ تا کسی طرح باغ اسلام کو صفحہ زمین سے نیست و نابود کر دیں۔ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا یہ ایات کی طرف اشارہ ہے۔ جو دنیا کو ان آیات بینات کی نہایت ضرورت تھی۔ اور دنیا کے لوگ جو اپنے کفر اور خبث کی بیماری سے مجذوم کی طرح گداز ہو گئے تھے

وہ بجز اس آسمانی دوا کے جو حقیقت میں حق کے طالبوں کے لئے آب حیات ہے - تندرستی حاصل نہیں کر سکتے تھے"
حضرت مرزا صاحب نے اس عبارت میں بتایا ہے - کہ وہ سامان رحمت جو دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے - وہ آیات سماوی اور دلائل عقلی ہیں - جو اسلام کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ ظاہر فرمائے ہیں - اس سے کوئی عقلمند یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا - کہ حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برابری کا دعویٰ کیا ہے
پھر اسی کتاب براہین احمدیہ کے حاشیہ ۲۴۲ میں جس کے صفحہ ۵۰۶ میں یہ الہام درج ہے - آپ صاف ارقام فرماتے ہیں کہ "کوئی نبی بھی آنحضرت صلعم کے کمالات قدسیہ سے شریک مساوی نہیں ہو سکتا - بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں - چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرت صلعم کے کمالات سے کچھ نسبت ہو - مگر اے طالب حق - ارشدک اللہ - تم متوجہ ہو کر اس بات کو سنو - کہ خداوند کریم نے اس غرض سے کہ تا ہمیشہ اس رسول مقبول کی برکتیں ظاہر ہوں - اور تا ہمیشہ اس کے نور اور اس کی قبولیت کاملہ کی شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں - اس طرح پر کہ عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرتے ہیں - اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں - خدا ان کو خالی اور ایک مصفا شیشے کی طرح پا کر اپنے رسول مقبول کی برکتیں ان کے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے - اور جو کچھ منجانب اللہ ان کی تعریف کی جاتی ہے - یا کچھ آثار اور برکات اور آیات ان سے ظہور پذیر ہوتی ہیں - حقیقت میں مرجع تام ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں اسی کے لائق ہوتی ہیں اور وہی ان کا مصداق اتم ہوتا ہے - مگر چونکہ متبع سنن آں سرور کائنات کا اپنے غایت اتباع کی جہت سے اس شخص نورانی کے لئے کہ جو وجود باجود حضرت نبوی ہے مثل ظل کے ٹھہر جاتا ہے - اس لئے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوار الٰہیہ پیدا اور ہویدا ہیں - اس کے اس ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں - اور سایہ میں اس تمام وضع اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اس کے اصل میں ہے ایک ایسا امر ہے کہ جو کسی پر پوشیدہ نہیں - ہاں سایہ اپنی ذات میں قائم نہیں - اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اس میں موجود نہیں - بلکہ جو کچھ اس میں موجود ہے - وہ اس کے شخص اصل کی ایک تصویر ہے - جو اس میں نمودار اور نمایاں ہے" اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک کوئی شخص بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برابری نہیں کر سکتا - اور یہ محض الزام ہے - کہ اس الہام کی بنا پر آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر ہونے کا دعویٰ ہے - سورۃ مریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت بھی فرمایا گیا ہے - وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا - جسکے یہ معنے ہیں کہ مسیح کو اللہ تعالےٰ نے لوگوں کے لئے اپنی طرف سے ایک نشان اور رحمت بنا کر بھیجا تھا - تو کیا ہمارے معترضین کے نزدیک اس آیت کی رو سے حضرت مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہو گئے ہیں؟ اگر نہیں تو حضرت مرزا صاحب کے متعلق بھی ایسا اعتراض کرنا فضول ہے ؛

(۹ - ۱۰)

(۱) اَتَانِیْ مَا لَمْ یُؤْتَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ

(۲) اِنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ

ان ہر دو الہامات کی بناء پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ان کی رو سے مرزا صاحب کا درجہ تمام نبیوں اور رسولوں سے جنمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں بڑھ کر ثابت ہوتا ہے - مگر جو کچھ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں بالتفصیل بیان فرمایا ہے اس کے دیکھنے سے ظاہر ہے - کہ معترضین کا یہ اعتراض بھی فضول ہے - الہام اَتَانِیْ مَا لَمْ یُؤْتَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ایڈیشن اول صفحہ ۷۰۳ میں صاف ارقام فرمایا ہے کہ " اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ سے مراد زمانہ حال کے لوگ یا آئندہ زمانہ کے ہیں " اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۲ میں اس الہام کا یہ ترجمہ کیا ہے - کہ " مجھ کو وہ چیز دی - جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی " اور ایسا ہی الہام اِنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ کے متعلق آپ اپنے خط مورخہ ۳۰ - دسمبر ۱۸۹۲ء مطبوعہ اخبار الحکم نمبر ۲۳ جلد ۴ صفحہ ۴ بابت ۲۴ - جون ۱۹۰۰ء میں لکھتے ہیں کہ "حضرت خداوند کریم نے مجھ کو اس خطاب سے معزز فرما کر اِنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ قُلْ اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا " یہ بات بخوبی کھول دی ہے - کہ اس ناکارہ کو تمام عالمین یعنے تمام زمین کے باشندوں پر فضیلت بخشی گئی ہے " ان تشریحات سے معلوم ہو سکتا ہے - کہ ان دونوں الہامات سے جناب الٰہی کا کیا مدعا ہے - افسوس کہ کم فہم لوگ اعتراض کرتے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ وہ کیا اعتراض کرنے لگے ہیں - حضرت مرزا صاحب تو یہ فرمائیں کہ "میں[1] حلفاً کہتا ہوں کہ میرے دل میں اصلی اور حقیقی جوش یہی ہے کہ تمام محامد اور مناقب اور تمام صفات جمیلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کروں - میری تمام تر خوشی اسی میں ہے - اور میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو - میں یقیناً جانتا ہوں کہ میری نسبت جسقدر یہ تعریفی کلمات اور تمجیدی باتیں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہیں - یہ بھی درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف راجع ہیں - اس لئے کہ میں آپ کا ہی غلام ہوں اور آپ ہی کے مشکوٰۃ نبوت سے نور حاصل کرتا ہوں - اور مستقل طور پر ہمارا کچھ بھی نہیں - اسی سبب سے میرا یہ پختہ عقیدہ ہے - کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ دعوے کرے - کہ میں مستقل طور پر بلا استفاضہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مامور ہوں - اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہوں - تو وہ مردود اور مخذول ہے - خدا تعالیٰ کی ابدی مہر لگ چکی ہے - اس بات پر کہ کوئی شخص وصول الی اللہ کے دروازہ سے آ نہیں سکتا - بجز اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے " مگر ہمارے مخالفین یہ الزام دیں کہ مرزا صاحب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہونے کا دعویٰ ہے ؛

---

[1] دیکھو تقریر مندرجہ الحکم نمبر ۲۰ جلد ۶ صفحہ ۷ بابت ۱۹۰۲ء - منہ

❖

"مرکز خلافت" میں پوپ کا بُت

ایک طرف مسلمان بھائی عیسائیت کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں - اور عیسائی حکومتوں کے اس سلوک پر جو وہ ترکوں سے کر رہی ہیں - مرنے مارنے کو تیار ہو رہے ہیں - اور شب و روز اسی دھن میں ہیں - کہ "مرکز خلافت" جو "مقامات مقدسہ" میں داخل ہے مشرکین کے اقدام اور ان کے اثر سے پاک رہنا چاہیئے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہر ممکن و ناممکن طریق پر کاربند ہونے کا اعلان کر رہے ہیں - مگر اس کے مقابلہ میں "مرکز خلافت" میں عیسائیت کے متعلق جو کچھ ہو رہا ہے - وہ حسب ذیل خبر سے ظاہر ہے - جو حال ہی میں وہاں سے آئی ہے - اور تمام مسلمان اخباروں میں شائع ہوئی ہے :-

"اسلام کے مرکز یعنے مقام خلافت (قسطنطنیہ) میں پوپ اعظم کا سنگین بت نصب کیا جا رہا ہے کہتے ہیں - کہ اس یادگاری بُت کے لئے سلطان المعظم ولیعہد ترکی اور دیگر شہزادگان اور خدیو مصر اور عام مسلمان باشندوں نے بھی چندہ دیا ہے ولایت کے اخبارات کا بیان ہے - کہ پوپ کا بت کھڑا کرنے کی تحریک ترکی اخبارات نے شروع کی تھی - بت کا جو نقشہ تیار کیا گیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا داہنا ہاتھ اوپر کو اٹھا ہوا ہو گا - گویا کہ پوپ لوگوں پر اپنی گوناگوں برکات کی بارش کر رہا ہے - بت سنگ مرمر کا ہو گا - اور سنگ خارا کے ایک چبوترہ پر کھڑا ہو گا اس کے نیچے کچھ اس قسم کی عبارت کندہ کی جائیگی "یہ اس مقدس ہستی کی یادگار ہے - جس کا فیض تمام اقوام عالم پر بلا لحاظ مذہب و قومیت یکساں رہا ہے"

(وکیل ۲۳ - اپریل ۱۹۲۰ء)

اسکے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے - مسلمان خود غور کریں - کہ ان کے "مرکز خلافت" میں بُت اور وہ بھی پوپ اعظم کا بت نصب کیا جاتا اور اُس کی تیاری کے لئے سلطان المعظم ولیعہد ترکی وغیرہ کا چندہ دینا کہاں تک مناسب اور موزون ہے *

تبلیغ دین بذریعہ اشعار

۳۱ - مارچ ۱۹۲۰ء کے آگرہ اخبار میں نواب حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب رئیس دتاولی ایڈیٹر رسالہ افادہ آگرہ کی ایک مراسلت اس موضوع پر شائع ہوئی ہے کہ تبلیغ اسلام بذریعہ اشعار ہونی چاہیئے - اور اس قسم کی شاعری کے لئے انہوں نے بعض شعراء ماضی و حال کا نام بھی لیا ہے - جو اس قسم کے شعر کہتے تھے - یا اب کہہ سکتے ہیں - اسی ذیل میں بذریعہ اشعار تبلیغ کرنے والوں کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہر طبقہ سے ایثار نفس جو بنیاد ہر ایک کام کی ہے - بالکل جاتا رہا ہے - ورنہ شائق اشاعت اسلام میں سے خوش قسمت اور بلامعاوضہ چند لوگ خود بھی ایسے اشعار بازاروں وغیرہ میں پڑھ سکتے ہیں - جو خدا کی طرف میلان پیدا کریں - اس قسم کے حقانی منظوم کلمات پڑھنے کے مواقع میں سے دیسی عیسائیوں کے محلے بھی خاص ہیں - کیونکہ ان میں سے بکثرت ایسے ہیں - جو بچپن میں بغیر اس کے کہ وہ مذہب کی خوبی یا خرابی کو سمجھیں - عیسائی بنائے گئے ہیں - پس اس کی سخت ضرورت ہے - کہ ان کے کانوں میں کلمات حق ڈالے جائیں - ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ انکو راہ راست کی ہدایت کرے"

اس میں شک نہیں - کہ یہ تجویز بہت عمدہ اور بہت مفید ہے - یہی وجہ تھی کہ ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اردو فارسی - عربی میں اشعار تصنیف فرمائے - اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرما دیا کہ ؎

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

لیکن نادان متعصبوں نے اسوقت بیہودگی سے حضور پر اعتراضات کئے - کہ آپ شعر کیوں کہتے ہیں - حالانکہ اگر معترضین کو تمیز ہوتی - تو وہ جان لیتے - کہ حقایق و معارف کا اشعار میں بیان کرنا اتنا مؤثر ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے کہ نثر کے ہزار ہا صفحات اس کا اثر نہیں کر سکتے - مگر نادانوں کے اعتراضات سے حقیقت چھپ نہیں سکتی - چنانچہ اب ہم دیکھ رہے ہیں - کہ لوگ خود اسی طریق کو رائج کرنے کی فکر میں ہیں *

بالآخر یاد رہے کہ صرف خشک اشعار خواہ کتنا ہی باکمال شاعر کہے - مؤثر نہیں ہو سکتے - جب تک کہ حقانیت اسلام کے متعلق وہی شخص شعر نہ کہے - جو کہ اسلام کو جانتا ہو - اور جس نے اسلام کے تازہ ثمرات کھائے ہوں - ورنہ نری شاعری اور قصہ کہانیوں کے نظم کرنے سے تبلیغ نہیں ہو سکتی - پس ضرورت ہے - کہ اس قسم کی شاعری کرنیوالے حضرات خود پہلے حقیقت اسلام سے واقف ہو کر حقیقی معرفت سے لذت اٹھائیں - پھر جو بھی وہ شعر کہیں گے - اثر میں ڈوبا ہوا ہو گا - عیسائیوں میں تبلیغ کرنے کا خیال بھی ایک مبارک خیال ہے - لیکن مسلمان اپنے موجودہ معتقدات سے ہرگز کامیابی سے عیسائیوں میں تبلیغ نہیں کر سکتے - کیونکہ مسلمانوں کے موجودہ معتقدات عیسائیت کے حق میں مضر ہونے کی بجائے مفید تر ہیں - سلئے عیسائیوں میں وہی شخص تبلیغ کر سکتا ہے - جو اعلان کرے -

آؤ عیسائیو! اِدھر آؤ ❊ نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ
جس قدر خوبیاں ہیں قرآن میں ❊ کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو ❊ یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ

اور اس کے ساتھ ہی اعلان کرے ؎

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

یارو جو مرد آنیکو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

مسلمان دن بدن اپنی گرتی ہوئی حالت کو دیکھ کر جس بے تابی سے امام مہدی کے آنے کی انتظار کر رہے ہیں - وہ ذیل کے اشعار سے روشن ہے - جو اس نظم کا آخری حصہ ہیں - جو "فریاد اسلام اور عرض حال بجناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان سے صاحبزادہ مولوی شاہ حسن میاں صاحب پھلواروی نے سوم آل انڈیا خلافت کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۱۶ فروری میں پڑھی - فرماتے ہیں :-

"اب خدا سے دُعا کریں یہ حُضور
ہو چکا جو غضب تھا آنے کا
رحم کر رحم اے کریم - رحیم

اَب نہیں وقت آزمانے کا
بھیج دے یا امام مہدی کو
یا طریقہ بتا بُلانے کا
اے امام زماں کہاں ہیں آپ
کچھ پتا دیجئے ٹھکانے کا
دین اسلام ہم سے روٹھا ہے
منہ بھی رکھتے نہیں منانے کا
جلد آجائیے جو آنا ہے
اب کب آئیے گا وقت آنے کا"

اشعار مندرجہ بالا اپنا مدعا آپ بیان کر رہے ہیں کہ کس طرح مسلمانوں میں امام مہدی کے لئے انتظار ہو رہی ہے اور انتظار کی سختی اور وقت کی تنگی اسقدر مجبور کر رہی ہے کہ وہ بے بسی کی حالت میں پکار اُٹھتے ہیں ؎

جلد آجائیے جو آنا ہے ۔ اب کب آئیگا وقت آنیکا

ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ جب امام مہدی کی ضرورت اسقدر سختی کے ساتھ محسوس کی جارہی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ تشریف نہیں لاتے۔ فی الواقعہ موجودہ زمانہ سے بڑھ کر اسلام پر نازک وقت کبھی نہیں آیا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اور رسول کریم کے وہ وعدے سچے ہوں۔ جو اس زمانہ کے متعلق ہیں۔ اور امام مہدی تشریف لائیں۔ ورنہ اگر اسوقت بھی وہ نہ آئیں۔ اور اگر اسلام کی گرتی ہوئی عمارت کو نہ سنبھالیں۔ تو اس سے نہ صرف خدا تعالیٰ اور رسول کریم کے وعدوں کو غلط ماننا پڑے گا بلکہ اسلام کی صداقت پر بھی بہت بڑا حملہ ہوگا۔ اور سمجھا جائیگا کہ یہ خدا تعالےٰ کا سچا مذہب نہیں ہے۔ ورنہ کیوں ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اس کی مدد نہ کرتا۔ اور کیوں اس کی حفاظت کے لئے کسی انسان کو مبعوث نہ کرتا لیکن کیا یہ درست ہے۔ کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب نہیں ہے اور کیا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول کے وعدے جھوٹے ہوں۔ ہرگز نہیں۔ خدا تعالےٰ کے وعدے سچے ہیں اور وہ پورے ہو چکے ہیں۔ اس نے امام مہدی کو بھیج دیا ہے۔ جس نے اسلام کے استحکام کے لئے ایک جماعت کھڑی کر دی ہے۔ خوش قسمت ہیں۔ وہ جنہوں نے اُسے قبول کیا۔ اور قابل افسوس ہیں۔ وہ جو ابھی انتظار کی گھڑیاں گن رہے ہیں۔ اور اسی طرح گنتے رہینگے ؎

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق ایک غلط بیانی کی تردید

اخبار آفتاب ۲۶۔ اپریل میں کسی شخص عمر بخش انکو اٹ کی طرف سے ایک نوٹ شائع ہوا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ:-

"چونکہ آپ (حضرت خلیفۃ المسیح) نے اسلام کے احکام کو پس پشت ڈالکر صرف کونسل کی ممبری اور آنریری مجسٹریٹی کی خاطر مسلمانوں کے خیالات اور جذبات سے بے اعتنائی اختیار کرلی ہے۔ میری خودداری یہ گوارا نہیں کرتی۔ کہ میرا شمار آئندہ آپ کی پارٹی میں کیا جاوے لہذا آئندہ آپ کی بیعت سے دست بردار ہوتا ہے۔"

اور ان الفاظ کی بنا پر قرار دیگئی ہے کہ:-

"آپکا پیغام پہونچا۔ کہ نئی ریفارم سکیم چونکہ منظور ہو چکی ہے۔ لہذا کوشش کرنی چاہیئے کہ قادیانی پارٹی کا خلیفہ کونسل کی ممبری پر نامزد کیا جاوے لہذا گورنمنٹ کو خوش کرنے کے واسطے ہر ایک مرید کو تاکید کی جاتی ہے۔ کہ مسئلہ خلافت سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کردیں۔ تاکہ سرکار خوش ہو کر آپ کو کونسل کا ممبر مقرر فرما دے۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی کو علاقہ قادیان کا آنریری مجسٹریٹ بنا دے"

مذکورہ بالا سطور لکھنے والے کے متعلق ہم صرف اتنا ہی کہدینا کافی سمجھتے ہیں کہ جس شخص کی ایمانی حالت ایسی کمزور ہو۔ کہ وہ ایک بالکل غلط اور بے سروپا بات سُنکر اُسے بغیر تحقیق اور تصدیق کئے صحیح مان لیتا ہے۔ اور پھر صرف یہی نہیں۔ بلکہ اس کی بنا پر اپنا مذہب بھی تبدیل کر لینے کا اعلان کر دیتا ہے۔* اگر اس کے نزدیک دین و ایمان کی کچھ بھی وقعت ہوتی۔ تو جب کسی سے اس نے وہ بات سنی تھی جس کو اس نے بیعت فسخ کرنے کا موجب ہوگی اسی وقت وہ اس کی تصدیق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی یا اور کسی ذمہ دار شخص سے دریافت کر لیتا۔ اس کے بعد اگر وہ بات صحیح معلوم ہوتی۔ تو پھر جس طرح چاہتا کرتا۔ لیکن اس کا محض سُنی سُنائی یا خود تراشیدہ بات پر بیعت فسخ کرنے کا اعلان کرنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ دین کو ایک کھیل سمجھتا ہے۔ اور اس کے دل میں مذہب کی کچھ بھی وقعت نہیں ہے۔ چہ جائیکہ وہ احمدی ہو۔

اس شخص نے اپنے اعلان میں یہ بھی دعویٰ کیا ہے۔ کہ وہ بہت مدت تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مضامین اور خطبات غور سے پڑھتا رہا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:-

"بہت مدت تک آپ کے مضامین و خطبات کو غور سے پڑھتا رہا"

لیکن یہ دعویٰ محض جھوٹ اور دروغ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ غور سے نہیں۔ بلکہ سرسری طور پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مضامین اور تقریریں پڑھتا۔ تو آج اس غلط فہمی کا شکار ہو کر بیعت فسخ نہ کرتا۔ کیونکہ کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ گذشتہ دسمبر میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے سالانہ جلسہ پر جو تقریر فرمائی۔ اور جس کا خلاصہ ۸۔ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کے اخبار الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں حضور نے گورنمنٹ کے کسی خطاب وغیرہ کے متعلق اپنی پوزیشن کو بایں الفاظ پیش کیا ہے کہ:-

"نادان ہیں۔ جو ہمیں خوشامدی کہتے ہیں۔ کیونکہ ہم خوشامد نہیں کرتے۔ بلکہ ہم اس فرض کو ادا کرتے ہیں جو خدا کی طرف سے ہم پر عائد ہے۔ ہم گورنمنٹ سے ان خدمات کے صلہ میں کوئی خطاب اور کوئی مربع نہیں لینا چاہتے۔ بلکہ میرے نزدیک **اگر گورنمنٹ مجھے کوئی خطاب دے یا زمین دے تو وہ میری ہتک کریگی"**

جس شخص کی نظر سے حضرت خلیفۃ المسیح کے مندرجہ بالا الفاظ گذرے ہوں۔ کیا وہ کسی ایسی گپ پر یقین کر سکتا ہے جو اس شخص نے پیش کی ہے۔ اور جس کی وجہ سے اس نے بیعت فسخ کرنے کا اعلان کیا ہے۔

کیا ہم امید کریں۔ کہ اس بات کے غلط ثابت کر دینے پر وہ شخص اپنے اعلان پر غور کریگا ٭

---

* اسکی نادانی میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

ہمارے متعلق عام طور پر باربا لکھا اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ہم لوگ آیات اور احادیث کی تاویل کرتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں دیکھا یا سمجھا جاتا۔ کہ تاویل کوئی گناہ نہیں۔ بلکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ کسی آئت کی تاویل کرنا اس کی حقیقت ظاہر کرنے کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ لیکن معترضین کو اس سے بحث نہیں کہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے یا پوشیدہ رہتی ہے۔ وہ تو ..... ہمارے خلاف جو زبردست ہتھیار رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم احمدی قرآن کریم اور احادیث کی تاویل کیا کرتے ہیں۔ مگر ان معترضوں نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا۔ کہ ہم جس بات کی تاویل کرتے ہیں۔ آیا وہ اس قابل ہی ہوتی ہے کہ نہیں کہ اس کی تاویل کی جائے۔ اور اگر اس کی تاویل نہ کی جائے۔ اور اسی صورت میں دیکھا جائے۔ جیسی وہ ہمارے سامنے آتی ہے۔ تو کیا وہ صورت ایسی ہوتی ہے۔ کہ اس پر اسلام فخر کر سکے۔ اور اس کے مخالف اس پر قہقہہ نہ لگائیں۔ مثال کے طور پر خر دجال ہی کو لیجئے۔ آیا وہ الفاظ جو احادیث میں اس کے متعلق آئے ہیں۔ اگر ان کے ظاہری معنی کو اسی حال پر رہنے دیا جائے۔ تو کوئی ایسا گدھا دنیا کے تختہ پر ثابت کر سکتا ہے۔ مگر جو تاویل اس کی ہماری طرف سے کی گئی ہے۔ وہ ہرگز قابل اعتراض نہیں ہے۔ بہرحال ہم پر یہ ایک اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ ہم لوگ قرآن و احادیث کی تاویل کرتے ہیں۔ جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں۔ کہ ہمارے مخالف کبھی تاویل کا نام نہیں لیتے۔ لیکن یہ بات محض غلط ہے۔ کیونکہ ہمارے مخالفین کو بھی تاویلات سے چارہ نہیں۔ چنانچہ ہم اپنے مخالفین کے تاویل کرنے کے ثبوت میں اخبار قومی رپورٹ مدراس ۲۸ مارچ کی مندرجہ ذیل عبارت پیش کرتے ہیں۔ لکھتا ہے:۔

"(۱) یبیع دینہ بعوض من الدنیا (مسلم بروایت ابوہریرہ) اپنے دین کو دنیا کے بدلے میں بیچ ڈالینگے اور اسی پیشگوئی میں انھیں دین فروشوں کی تفصیل یا ان کے بھائی منافقوں کی یہ علامت بھی ارشاد فرمادی ہے کہ (۲) یمسی مومناً ویصبح کافراً (مسلم ایضاً) رات کو مسلمان سوئیگا اور صبح کو کافر اُٹھیگا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ حضور اقدس (ان پر ہماری جانیں فدا ہوں) کی یہ زبردست پیشگوئی ہمارے زمانہ میں اور خصوصیت سے آج کل پوری ہو رہی ہے۔ رات کو مسلمان سونے اور صبح کو کافر اٹھنے سے مراد یہ نہیں کہ بعض مسلمان بیچ میں صبح سویرے گرجا میں جا پہونچیں گے اور [1] لیکر خدا کے اکلوتے بیٹے کا خون اپنے دامن میں لگا کر شہیدوں میں مل جائیں گے۔ بلکہ اس سے خیالات کی نیرنگی جذبات کا تزلزل اور عقائد کی بے ثباتی مراد ہے۔ یعنی مسلمان اپنے خیالات جلد جلد بدل دینگے"

پھر چند سطر آگے چلکر لکھا ہے:۔

"دین کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آخری زمانہ میں کوئی گذری یا مارکیٹ ایسی ہوگی جہاں دین خرید کیا جائیگا۔ اور بعض مسلمان اس بازار گمراہی سے دین کے بدلے دنیا خرید کرینگے بلکہ اس سے بھی یہی مراد ہے۔ کہ لوگ دین کی مصلحت کو دنیا کی مصلحت سے بدل دینگے۔ دُنیا کا لحاظ آگے اور دین کا لحاظ پیچھے رکھیں گے"

مذکورہ بالا احادیث کے الفاظ کے ظاہری معنی چھوڑ کر تاویل کی گئی ہے جس سے ظاہر ہے کہ ہمارے مخالفین بھی جب کوئی بات اپنے طور پر کرنے لگتے ہیں۔ تو ان کو بھی مجبوراً وہی طریق اختیار کرنا پڑتا ہے۔ جس کیوجہ سے ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ چنانچہ نہیں دیکھ لیجئے۔ احادیث کی تاویل کئے بغیر نہ بنی۔ کیونکہ اگر ان کی تاویل نہ کی جاتی تو واقعی محل اعتراض تھیں۔ لیکن جب یہ لوگ خود تاویل کر کے مطلب کو واضح کرتے ہیں۔ تو پھر جن احادیث کی تاویل ہماری طرف سے کی گئی ہے۔ ان پر کیوں معترض ہوتے ہیں؟

[1] یہ جگہ اصل میں خالی ہے۔ غالباً "اصطباغ" یا "بپتسمہ" کا لفظ یہاں لکھے جانے سے رہ گیا۔ (ناقل)

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

جناب مفتی محمد صادق صاحب کو حکومت امریکہ نے اپنی مادی طاقت کے بل پر امریکہ میں داخل ہونے سے روکا اور ساحل امریکہ پر نظربند کر دیا۔ اور نظربندی اور داخلہ کے امتناعی احکام محض ایک بودے عذر کی بنا پر جاری کئے ہیں۔ لیکن جیسا کہ معزز ہمعصر پرکاش اپنی اشاعت ۲۵۔ اپریل میں بعنوان "ایک احمدی مشنری امریکہ میں" لکھتا ہے کہ:۔

"گو مفتی صاحب کھُلم کھُلا اپنے مذہب کا وعظ نہیں کر سکتے۔ لیکن گورنمنٹ امریکہ کے اس حکم سے انہیں ایک شہرت مل گئی ہے۔ جو شاید انہیں معمولی حالت میں نصیب نہ ہوتی"

بے شک بجا اور درست ہے۔ اور یہی بات خود جناب مفتی صاحب نے اپنے خط میں جو گذشتہ پرچہ الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ لکھی ہے۔ کہ ان کی نظربندی ایک قدرتی سامان ان کی آواز کو امریکہ میں پھیلانے کا ہو گئی ہے۔

ہم اس کو تائید الٰہی اور قدرت کے عجائبات کہنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ حکام امریکہ نے تو ان کی زبان کو بند کر دیا اور چاہا کہ وہ آواز امریکہ والوں کو نہ سنا سکیں۔ لیکن ان کی مخالفانہ کوشش اور ذریعہ مخالفت ہی اس امر کا موجب ہوئی کہ وہ بات جو معمولی حالت میں بظاہر ایک لمبی مُدت میں حاصل ہو سکتی۔ خدا کے فضل سے بغیر کسی کوشش کے نہایت مہتم بالشان طور پر حاصل ہو گئی ہے۔ اور ہم لوگوں نے اسی وقت جب ہمیں معلوم ہوا تھا۔ کہ جناب مفتی صاحب ساحل پر روک لئے گئے ہیں۔ خیال کیا تھا۔ کہ مفتی صاحب کا روکا جانا خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی خاص نشان کا پیش خیمہ ہو گا۔ چنانچہ بحمداللہ ایسا ہی ہوا۔ کہ دشمن کا حربہ اُلٹا اُسی کے خلاف چل گیا ایسی ہی حالت کے متعلق کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتے ہیں کہ جلد یا بدیر ضرور سرزمین امریکہ میں وحدانیت کا جھنڈا گاڑنے کے سامان پیدا ہو جائینگے اور ساری رکاوٹیں دور ہو جائینگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ایک اہم فرض کیطرف متوجہ ہونیکی ضرورت

میں آج احمدی قوم کے سامنے یعنی اس قوم کے سامنے جس کو خدا نے تمام روئے زمین کے باشندوں سے اپنے پیارے اور سچے دین کی خدمت کے لئے چن لیا ہے۔ ایک نہایت ہی ضروری مسئلہ رکھنا چاہتا ہوں۔ اور اس امر کی طرف ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ جس کے لئے ان کو دوسرے لوگوں پر برگزیدہ کیا گیا ہے۔

وہ مسئلہ جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کوئی معمولی مسئلہ نہیں۔ بلکہ ایسا عظیم الشان اور اہم مسئلہ ہے۔ کہ جس کے ساتھ قوم کی زندگی اور موت وابستہ ہے۔ اگر قوم نے اس کی طرف پوری توجہ نہ کی۔ اور اسی بے توجہی سے کام لیا۔ جیسا کہ وہ اسوقت تک لے رہی ہے۔ تو یاد رکھو کہ وہ وعدے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی ترقی کے لئے کئے ہوئے ہیں۔ وہ تمہارے ہاتھوں پورے نہیں ہونگے اور تم ان انعامات اور افضال الٰہی کے وارث نہیں ہوگے جو خدا تعالیٰ کے وعدوں کو پورا کرنے کی سعی میں عطا ہوتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ اپنے ان وعدوں کو پورا کرنے کے لئے کسی اور قوم کو کھڑا کریگا۔

ترقی مدرسہ احمدیہ کوئی معمولی بات نہیں

میری مراد اس مسئلہ سے ترقی مدرسہ احمدیہ ہے۔ مدرسہ احمدیہ کا نام سنکر ہمارے بعض جلد باز دوست جلدی سے یہ نہ کہدیں۔ کہ اس معمولی سی بات کے لئے اسقدر زور۔ مگر یہ ایسی بات نہیں۔ جسے تم معمولی سمجھ کر ٹال دو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو۔ کہ تمہاری ترقی اور زوال مدرسہ احمدیہ کی ترقی اور زوال پر منحصر ہے۔ پس مدرسہ احمدیہ کی ترقی کا سوال درحقیقت احمدی قوم کی ترقی کا سوال ہے۔ جسکو کوئی احمدی ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں کر سکتا۔ میرے خیال میں ایک احمدی بھی ایسا نہیں ہوگا۔ جو تمام دنیا میں احمدیت کے پھیل جانے اور اس کی حقیقی ترقی کا دل سے خواہاں ہو تو پھر کیوں باوجود اس کے کہ یہ خواہش ہر ایک احمدی کے دل میں موجزن ہے۔ اور اس کے لئے وہ ہر ایک قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہے۔ مدرسہ احمدیہ کی ترقی کی طرف جو اس خواہش کو پورا کرنے کا ایک وحید اور کامل ذریعہ ہے۔ توجہ نہیں کی گئی اور نہیں کی جاتی ؎

مدرسہ احمدیہ کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ

جہاں تک میں نے غور کیا ہے قوم نے اس بات کو سمجھا نہیں۔ کہ مدرسہ احمدیہ کی ترقی کو فروغ دینے سے ہی ہم اپنے اس مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ بات ان کی سمجھ میں آگئی ہوتی۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ قوم جو خدا کے برگزیدہ رسُول کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکی ہے۔ اور اس عہد کو پورا کرنے میں کبھی پیچھے نہیں ہٹی۔ بلکہ ہمیشہ قدم آگے ہی بڑھاتی ہے۔ اور ہر ایک قسم کی قربانی کر کے اس نے دنیا کو دکھا دیا ہے۔ کہ وہ عہدوں کو پورا کرنے میں کیسی باوفا قوم ہے۔ وہ کس طرح اس کو ترقی دینے میں اسقدر کوتاہی اور سستی سے کام لے سکتی ہے ؎

مدرسہ احمدیہ کی ضرورت اور اسکی اہمیت اور ترقی اسلام کا ذریعہ

پس اس بات کو واضح کرنے کے لئے کہ مدرسہ احمدیہ کی ترقی سے ہی ہماری ترقی ہو سکتی ہے۔ میں آپ لوگوں کی توجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی طرف پھیرتا ہوں۔

یہ ایک مسلم بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ میں اسلام کی ترقی کو مسیح موعود کے وجود باجود کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ پس جس غرض کو لے کر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں۔ اسی کو پورا کرنے سے اب مسلمانوں کی ترقی ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اور جسقدر بھی راستے ہیں۔ ان پر چلنے والے اس شعر کے مصداق ہیں سہ

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت کی غرض آیت هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کے ماتحت ہی بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے براہین قویہ اور دلائل حقہ سے دین اسلام کو دیگر ادیان پر غلبہ دینے اور اشاعت اسلام کی تکمیل کے لئے بھیجا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اشاعت اسلام ہی اب مسلمانوں کی ترقی کا راز ہے کاش کہ مسلمان اس کو سمجھیں۔ جب سے مسلمانوں نے اس سے غفلت اختیار کی ہے۔ تب سے ہی یہ قعر تنزل میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ ایک بدیہی بات ہے۔ کہ اسلام کی اشاعت بجز اس کی تعلیم سے اچھی طرح واقف ہونے کے ہو نہیں سکتی اور دین سے اچھی طرح واقفیت ہو نہیں سکتی۔ جب تک کہ ہم اس زبان سے اچھی طرح واقف نہ ہوں۔ جس زبان میں وہ تعلیم ہے یا اس سے تعلق رکھنے والے علوم ہیں۔ پس ایک ایسی قوم کے لئے جو دنیا میں پیدا ہی اسی لئے کی گئی ہے۔ کہ اسلام کی صحیح اور درست تعلیم کو دنیا میں شایع کرے۔ عربی زبان اور اس کے علوم کا جاننا ازبس ضروری ہے۔ اور بغیر اس کے وہ کبھی اپنے اس فرض سے جو خدا تعالیٰ نے اس پر مقرر کیا ہے۔ سبکدوش نہیں ہو سکتی۔

اب تم خود دیکھ لو۔ کہ سوائے مدرسہ احمدیہ کے اور کوئی مدرسہ یا کوئی کالج تمہاری اس غرض کو پورا کرنیوالا ہے۔ پس جبکہ ہماری فلاح اور ہماری کامیابی کا راز ہی اشاعت اسلام ہے۔ اور اشاعت اسلام بجز عربی علوم کی واقفیت کے ہو نہیں سکتی۔ تو مدرسہ احمدیہ کی ترقی ہماری قوم کے لئے کس قدر ضروری ٹھہرتی ہے۔ کیا یہ اہم فرض نہیں۔ میں کہتا ہوں اہم کیا۔ صرف یہی تو ایک فرض ہے۔ جس کے لئے خداوند کریم نے ہماری قوم کو منتخب کیا ہے۔ پھر کیا اتنے بڑے فرض کی طرف اس کے مناسب حال توجہ کی گئی ؎

مالی قربانی کافی نہیں

شاید بعض لوگ کہدیں کہ ہم اشاعت اسلام کے لئے ہر ایک قسم کی مالی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں اور کر رہے ہیں مگر کیا صرف مال کے دیدینے سے ہی تمہارا چھٹکارا ہو سکتا ہے

اور کیا بغیر آدمیوں کے اکیلا مال کچھ کر سکتا ہے۔ بیشک مال سے دنیا کی بہت سی چیزیں خریدی جا سکتی ہیں۔ مگر میرے دوست یاد رکھیں۔ کہ اسلام کے لئے حقیقی درد رکھنے والے مبلغ مال سے نہیں خریدے جا سکتے۔ ایسے مبلغ خود پیدا کرنے سے ہی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور خود سکھلانے سے ہی بن سکتے ہیں۔ پس صرف مالوں کی قربانی اس راہ میں کافی نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس کے ساتھ اپنے بچوں کی قربانی نہ ملاؤ۔ جو مدرسہ احمدیہ میں خود علوم دین سیکھیں۔ اور پھر دنیا کو سکھائیں

علماء کی ضرورت

علوم دین سے واقف لوگوں کی ضرورت ایسی ضرورت نہیں جس سے احمدی احباب بے خبر ہوں۔ بلاد خارجیہ کو چھوڑ کر خود ہندوستان میں ہر شہر کی جماعت اس ضرورت کو محسوس کر رہی ہے۔ مجھے گذشتہ دنوں میں اکثر باہر جانے کا اتفاق ہوتا رہا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہر جماعت کو یہ خواہش ہے۔ کہ اس کے پاس کوئی مستقل عالم بھیجا جائے۔ اور نہ بھیجا جانے کی شکایت بھی رہتی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان میں سے کتنے ہیں۔ جنھوں نے اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنے بچوں کو قرآن شریف کے اس حکم کے ماتحت قادیان میں تعلیم دینی پانے کے لئے بھیجا۔ فلولا نفر من کل فرقة طائفة لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔ چاہیئے کہ ہر ایک جماعت میں سے کچھ آدمی دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لئے سفر کریں۔ اور پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ کر ان کو تعلیم الٰہی سے واقف کر کے ڈرائیں۔ تا کہ ان کے دل میں خوف پیدا ہو۔ بیرونی دنیا میں جسقدر تبلیغ اسلام کی ضرورت ہے۔ اس کو قطع نظر کر کے (اگرچہ وہ نظر انداز نہیں کی جا سکتی) خود اپنی جماعت کی مضبوطی اور اس کو اسلامی تعلیم سے واقف کرنے کے لئے علماء کی ایک بڑی جماعت کی ضرورت ہے، اور اگر اس کے ساتھ خارجی تبلیغ کو بھی ملا دیا جائے تو پھر جس قدر یہ ضرورت بڑھ جاتی ہے۔ اس کا آپ لوگ خود ہی اندازہ کریں۔ یہ چند مبلغ جیسے مفتی محمد صادق صاحب یا چودہری فتح محمد صاحب یا صوفی غلام محمد صاحب وغیرہ یا یہ چند علماء جیسے مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب سید قاضی امیر حسین صاحب یا حافظ روشن علی صاحب اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت دے۔ کب تک آپ کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اور کہاں کہاں پہونچ سکتے ہیں۔ پس جب تک آپ کثیر تعداد میں ان کے قائم مقام پیدا نہیں کریں گے۔ کامیابی کا منہ دیکھنا محال ہے۔

مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھنے کی وجہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی برہان الدین صاحب کی وفات پر مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ حضور نے فرمایا۔ کہ جس قوم کے علماء فوت ہو جائیں۔ اور ان کے قائم مقام پیدا نہ ہوں۔ وہ قوم جلد صفحہ دنیا سے مٹ جاتی ہے۔ اور یہ مدرسہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی یادگار ہے۔ یعنی جس غرض کو لیکر حضور ؑ دنیا میں تشریف لائے تھے۔ اس کو براہ راست تکمیل تک پہنچانے کے لئے اگر کوئی مستقل کام جو ہمیشہ جاری رہنے والا ہو۔ احمدی جماعت نے کیا ہے۔ تو وہ مدرسہ احمدیہ کی ہی بنیاد ہے۔

کیا مدرسہ کی موجودہ حالت قوم کی ضرورت کو پورا کر سکتی ہے۔

لیکن اس مدرسہ میں جو لڑکے تعلیم پا رہے ہیں وہ بہت قلیل تعداد میں ہیں۔ جو کبھی بھی قوم کی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتے۔ ان میں سے بھی اکثر غرباء ہی کے لڑکے ہیں۔ جن کو انجمن قرضے دیکر پڑھا رہی ہے ؛

قوم کے اُمراء کی توجہ درکار ہے

قوم کے اُمراء نے سوائے چند آدمیوں کے ابھی تک اسکی طرف توجہ نہیں کی۔ اُمراء کے دل میں جب تک جوش پیدا نہ ہو گا۔ اور جب تک وہ اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں پڑھنے کے لئے نہیں بھیجیں گے تب تک کامیابی مشکل ہے۔

غرباء کا دینی جوش اور اُن کی قربانی

بیشک غرباء کے دل میں اخلاص اور جوش ہے۔ اور وہ اپنے لڑکوں کو اس راہ میں وقف کر دینے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا خدمت اسلام صرف غرباء پر ہی فرض ہے۔ امراء پر نہیں۔ اور کیا انجمن اتنے لڑکوں کا بوجھ اٹھا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

ان لوگوں کی حالت تو ان غریب صحابہ کی سی ہے۔ جو غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ ہم جنگ میں شریک ہونے کے لئے طیار ہیں۔ مگر سواری کی ضرورت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ کہکر رخصت کیا۔ کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں۔ وہ غریب آنسو بہاتے واپس ہوئے۔ جس کی شہادت قرآن کریم نے ان الفاظ میں دی ہے۔ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما احملکم علیہ تولوا و اعینھم تفیض من الدمع حزناً الا یجدوا ما ینفقون - یعنی جہاد میں شریک نہ ہونے کا الزام ان لوگوں پر بھی نہیں۔ جو تیرے پاس آتے ہیں۔ تا کہ تو ان کو سواری دے۔ لیکن تو ان کو یہ کہکر واپس کرتا ہے کہ میرے پاس سواری نہیں۔ پس اس جواب کو سنکر وہ ایسی حالت میں واپس ہوتے ہیں۔ کہ ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہوتی ہیں۔ اور ان کے دل میں اس بات کا غم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے پاس خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں۔ سو آج بھی غرباء کی حالت کا یہی نقشہ ہے کہ ان کے دل میں خدمت دین کا جوش ہوتا ہے۔ وہ اپنے لڑکے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے بھیجتے ہیں لیکن انہیں یہ کہکر واپس کرنا پڑتا ہے۔ کہ گنجائش نہیں۔ جس سے ان بیچاروں کو دل شکستہ ہو کر واپس ہونا پڑتا ہے۔

اُمراء کی خوش قسمتی

پس اُمراء کی کیا ہی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس خدمت کے بجالانے کے لئے اسباب عطا فرمائے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بھی عطا فرماوے آمین ؛

صحابہ میں سے اُمراء کا دینی جوش

ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے صحابہ کے ساتھ مشابہت رکھتے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والی جماعت ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے اُمراء کے سامنے اُمراء صحابہ کا نمونہ پیش کرتا ہوں۔ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور غرباء کی جماعت حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلعم

ہمارے اُمراء بھائی چونکہ مال زیادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے صدقات وغیرہ کر کے ہم سے درجات اور ثواب میں آگے نکل جاتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ میں تم کو ایسی بات بتاتا ہوں۔ کہ جس کے کرنے سے وہ تم سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ چنانچہ حضورؐ نے ان کو یہ سکھایا۔ کہ ہر نماز کے بعد سبحان اللّٰہ۔ الحمد للّٰہ اور اللہ اکبر ۳۳۔ ۳۳ بار پڑھا کریں۔ اور ایک دفعہ لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علٰی کل شیءٍ قدیر۔ اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت اللھم لا ینفع ذالجد منک الجد۔ اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام لیکن جب اُمراء کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو وہ چونکہ ہر ایک دینی کام میں سبقت کی خواہش رکھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے بھی اس پر فوراً عمل شروع کر دیا۔ اس پر غرباء نے جا کر پھر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہؐ ہمارے اُمراء بھائیوں نے بھی اس پر عمل شروع کر دیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔ ہمارے مالدار بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ اس واقعہ پر غور کی نظر ڈالیں۔ اور دیکھیں۔ کہ صحابہ میں سے مالداروں کو بھی دینی خدمات میں بڑھنے کا کس قدر شوق تھا۔ اور وہ نیکی کے موقعوں کو کس طرح تلاش کرتے رہتے تھے۔ اور کس قدر ان کے دل میں یہ حرص تھی۔ کہ کوئی ان سے آگے نہ بڑھ جائے پس ہمیں جبکہ یہ دعویٰ ہے۔ کہ ہم صحابہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ تو اٹھو اور اپنے غریب بھائیوں کی طرح اس خدمت کے لئے اپنے بچوں کو وقف کر دو۔ یاد رکھو کہ خدا کے راستے میں اخلاص سے کیا ہوا کام کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ ان اللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین

اللہ تعالیٰ ہی حقیقی رازق ہے

ممکن ہے بعض لوگوں کا خیال ہو کہ انگریزی پڑھ کر زیادہ تنخواہیں مل جاتی ہیں۔ عہدے ملنے کا امکان ہوتا ہے۔ مگر میں کہوں گا کہ یہ خیال اتنے بڑے نیک کام سے اوروں کو روکے تو روکے مگر احمدیوں کو نہیں روک سکتا۔ کیا جس کو خدا تعالیٰ پر کامل ایمان ہو۔ اس کے رازق ہونے پر یقین تام ہو کبھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ خدا اپنے دین کی خدمت کرنیوالوں کو رزق نہ دے سکیگا۔ یاد رکھو کہ دنیا کے لوگ تو ایسی گورنمنٹ کی ملازمتیں کرتے ہیں۔ جن کے گریڈ محدود جن کی تنخواہیں خواہ کتنی ہی زیادہ ہوں۔ آخر محدود مگر اسلام کے مخلص مبلغ اس شہنشاہ کے ملازم ہونگے جو بدوں حساب رزق دے سکتا ہے۔ اور دیتا ہے۔ یہ خیال صرف انہی لوگوں کے راستہ میں روک ہو سکتا ہے جن کے ایمان میں ابھی ضعف ہے۔ مگر آپنے تو خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے ابھی تازہ تازہ نشان دیکھے ہیں۔ پھر کس طرح یہ خیال آپ کے دلوں میں کسی قسم کا خلجان پیدا کر سکتا ہے۔ مشاہدہ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی زبردست دلیل نہیں۔ پس دیکھ لو۔ کہ جس قدر لوگوں نے خدا کے راستے میں اپنے آپ کو وقف کیا کیا وہ ذلیل ہوئے۔ یا انہوں نے وہ عزتیں حاصل کیں۔ جن تک ان لوگوں کی رسائی بھی نہیں ہو سکی۔ جنہوں نے دنیاوی کاموں میں عزت حاصل کرنی چاہی۔ لیکن بعض لوگوں کی تسلی کے لئے میں یہ بھی ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ نئی سکیم کے ماتحت مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل طلباء کو انشاء اللہ تعالیٰ معقول تنخواہیں دی جاوینگی ؛

ایک سوال کا حل

ایک اور سوال ہے جس کا حل کر دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مدرسہ احمدیہ نے اب تک کیا کام کیا۔ اور اس نے کس قسم کے علماء پیدا کئے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس کے اعلیٰ درجہ کے علماء کا پیدا نہ کرنے کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ اس مدرسہ کی سکیم میں بہت سے نقص تھے۔ جو اس کمی کا باعث ہوئے ہیں اور طالب علموں کی لیاقت سکیم کے اعلےٰ یا ادنےٰ ہونے پر ہی منحصر ہوتی ہے۔ تاہم جو طلباء یہاں سے نکلے ہیں۔ وہ کچھ نہ کچھ رہے . . . . ہیں۔ مگر چونکہ وہ تھوڑے ہیں۔ اس لئے بہیں کاموں پر لگائے گئے ہیں ؛

مدرسہ احمدیہ کا پہلا نقص دُور اور نئی سکیم

لیکن اب میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں۔ کہ اس نقص کو بھی دور کرنیکی طرف جیسا کہ آپ الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں پڑھ چکے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو خاص توجہ ہوئی ہے چنانچہ آپنے اس ضرورت کو محسوس کر کے مدرسہ احمدیہ کی اصلاح کے لئے ایک سب کمیٹی بنائی۔ جو کامل دو ماہ تک اس پر غور کرتی رہی۔ اور آخر اپنی رپورٹ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے خود اس میں چند اصلاحیں فرمائیں۔ اور اب ایک نئی سکیم تیار ہوئی ہے۔ جو کہ خدا کے فضل و کرم سے اُمید ہے۔ بہت کامیاب ہوگی۔ اور اس سکیم کے ماتحت جو لڑکے تعلیم پائیں گے۔ وہ انشاء اللہ عربی۔ انگریزی۔ اُردو زبانوں کے علاوہ دیگر مروجہ انگریزی عربی علوم کے پورے عالم نکلیں گے۔ اس نئی سکیم کو اسی سال پہلی تین جماعتوں میں جاری کر دیا گیا ہے ؛

قوم کے بزرگوں کی توجہ

خدا کے فضل و کرم سے ہمارے بزرگوں نے بھی اب اس کی طرف توجہ فرمائی ہے۔ چنانچہ مکرمی و مخدومی جناب مولوی شیر علی صاحب نے اپنا ایک بچہ اس میں داخل فرمایا ہے۔ میں حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں اس سنت حسنہ کے قائم کرنے پر تہِ دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور خدا سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے کو دین اسلام کا سچا خادم بنا دے۔ اور ہمارے دوسرے بزرگوں کو بھی اس نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما توفیقنا الا باللّٰہ العلی العظیم۔

(نوٹ) پڑھائی یکم مئی ۱۹۲۰ء سے شروع ہو گئی ہے۔ جن دوستوں نے اپنے بچوں کو بھیجنا ہو وہ بہت جلد بھیجدیں تاکہ پڑھائی کا حرج نہ ہو۔ لڑکا کم از کم چہارم پرائمری پاس ہو

خاکسار

شیخ عبد الرحمٰن (مصری) ہیڈ ماسٹر

مدرسہ احمدیہ قادیان

۲۔ مئی ۱۹۲۰ء

کیا خدا کی صفات مخصوصہ میں کوئی شریک ہو سکتا ہے؟

مولوی ثناء اللہ صاحب جواب دیں

آپکے اخبار کا ایک پرچہ مجریہ ۹۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء خاکسار کے سامنے ہے۔ اسمیں کا ایک مضمون بعنوان "مشرکین قبر پرستوں کی ڈبل غلطی اور اس کا ازالہ" پڑھکر حیرانی ہوئی۔ اگرچہ راقم مضمون "محمد عبد الجبار از کھنڈیلہ" ہے۔ مگر چونکہ آپنے حسب عادت اسپر کوئی ریمارک نہیں کیا۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس سے اتفاق ہے۔ اس لئے میں آپ کو ہی مخاطب کروں گا۔ جہاں تک مینے اس مضمون پر غور کیا ہے۔ اس سے "مرزائی عقیدہ" کی صاف تائید ہوتی ہے "مرزائیوں کا عقیدہ" ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی صفات مخصوصہ میں کوئی شریک نہیں خواہ وہ نبی ہو یا ولی۔ اور اللہ تعالےٰ کی صفات مخصوصہ میں "مردوں کا زندہ کرنا"۔ تمام جاندار اور بے جان کا خالق ہونا مینہہ برسانا بھی ہے۔ مگر آپنے اور دیگر علمائے دین نے ہمیں یہی بتایا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مُردے زندہ کئے۔ پرندے بنائے پھر آخری زمانہ میں دجال علیہ اللعنۃ مردے زندہ کریگا۔ اور مینہہ برسائیگا وغیرہ وغیرہ۔ مگر آپ کی اخبار میں مندرجہ مضمون بعنوان بالا آپکے بتائے ہوئے مسائل کی بڑے زور سے تردید کر رہا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

اقتباس اول "جہاں اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید کی ہے۔ وہاں پر لفظ من دون اللہ فرمایا ہے۔ جسکے معنے غیر اللہ کے ہیں۔ اور یہ لفظ عام ہے۔ اللہ کے سوا جتنے لوگ ہیں۔ سب کو شامل ہے۔ چاہے وہ بت و اصنام ہوں یا اولیاء و انبیاء کرام کسی کی تخصیص نہیں ہے" صفحہ ۷ کالم اول

اقتباس دوم ۔ اللہ تعالےٰ نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ الایۃ۔ یعنی جن لوگوں کو تم پکارتے ہیں۔ اللہ کے سوا وہ ہرگز ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ سارے جمع ہو جاویں۔ ظاہر ہے کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے عدم تخلیق کو عدم قابلیت للعبادت کی علت قرار دی ہے۔ اور یہ علت عام ہے تمام مخلوق کو خواہ انبیا ہوں یا اولیا یا اصنام ہوں یا اشقیا۔ ان میں سے کوئی بھی قابلیت تخلیق نہیں رکھتا۔ اب فقط بت و اصنام ہی کو خاص کر لینا ایک گونہ قرآن کی تکذیب ہے"

اقتباس سوم "بھائیو شرک نام ہے ان اقوال و افعال کا جو مخصوص بجناب باری ہیں۔ ان کا استعمال کسی مخلوق کے لئے کرنا۔ اور ان امور کا ان کو اہل سمجھنا عام ہے۔ اس سے کہ وہ نبی یا ولی ہو۔ جن ہو یا پری۔ شجر ہو یا حجر" (صفحہ ۸ کالم سوم)

اب مولوی صاحب بتائیں۔ کونسی بات ٹھیک ہے۔ قرآن مجید تو فرمائے کہ اللہ کے سوا کوئی مکھی بھی نہیں بنا سکتا۔ مگر آپ یہ تلقین کریں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے پرندے بنائے۔ قرآن مجید تو فرمائے۔ اللہ یحیی و یمیت۔ مگر آپ فرماتے ہیں کہ علیہ السلام نے مردے زندہ کئے۔ دجال علیہ اللعنۃ مردے زندہ کریگا۔ جناب مولوی صاحب خدا کے لئے اس سوال کا جواب ضرور تحریر فرمائیں۔ مگر جواب دینے وقت اس بات کو مد نظر رکھیں کہ جن وجوہات سے آپ عیسیٰ علیہ السلام کو مندرجہ بالا کاموں کا اہل ثابت کرنے کے لئے مخصوص کرنے کی کوشش کرینگے وہی وجوہات وہ لوگ پیش کرینگے۔ جن کے خلاف مذکورہ بالا مضمون شایع کیا گیا ہے نیز اپنے اس اصول کو بھی مد نظر رکھیں کہ جو عقیدہ مرزائیوں کا ہو۔ خواہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ علی الاعلان اس عقیدہ کی تائید کرتی ہوں۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ خاکسار محمد صدیق از کلکتہ

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد رسالہ تشحیذ کے متعلق

رسالہ تشحیذ الاذہان ماہوار ۴۸ صفحے پر نہایت باقاعدگی سے نکلتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ گیارہ سال سے اس کا کوئی نمبر کبھی لیٹ نہیں ہوا۔ اس میں اندرونی اور بیرونی مخالفین کی تردید اور اسلام و احمدیت کی تائید میں علمی مضامین نکلتے ہیں۔ جو احباب کے لئے نہایت مفید ہیں۔ سالانہ قیمت صرف اڑھائی روپے ہے۔ جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے جو کچھ اس کے متعلق فرمایا۔ اس کی نقل ذیل میں دی جاتی ہے۔ احباب جماعت احمدیہ اس کی توسیع اشاعت میں خصوصیت سے کوشش فرمائیں۔ تاکہ رسالہ سلف سپورٹ ہو سکے۔ نیز اسپر جو قرض ہے۔ اس کے لئے اعانت بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ والسلام

خاکسار رحیم بخش۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان

"پھر رسالہ تشحیذ ہے۔ اسکو مینے سب سے پیچھے اسلئے نہیں رکھا۔ کہ وہ خدمات کے لحاظ سے پیچھے رہا ہے۔ بلکہ اسلئے رکھا ہے کہ اس کو مینے جاری کیا تھا۔ مینے اس کا ذکر پیچھے اسلئے کیا ہے کہ تا میر انفس نہ سمجھے۔ کہ خود جاری کرنے کی وجہ سے اس کا ذکر پہلے کر رہا ہوں اس سال نے پچھلے دنوں اچھا علمی کام کیا ہے۔ اور خصوصاً شیعوں کے متعلق منشی خادم حسین صاحب کے مضامین بہت اچھے شایع ہوئے ہیں۔ میرے نزدیک ان کی علمی قابلیت کے مقابلہ میں ان میں تحریر کی قابلیت بہت زیادہ ہے۔ اور خاص طرز کی ہے۔ اور لوگ تو مخالفین پر دروازہ سے حملہ کرتے ہیں۔ لیکن وہ ان کے گھر میں داخل ہو کر اور ان کے پاس چارپائی پر بیٹھ کر ان سے پوچھتے ہیں۔ بتائیے۔ آپ کب مکان خالی کرینگے اور ہمارے قبضہ میں دینگے یہ بہت عمدہ اور مفید طریق ہے۔ وہ بڑی عمدگی اور متانت سے شیعوں کی تعریف کر کے پُر زور مضامین لکھتے ہیں۔ جس کا نتیجہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ اس رنگ میں لکھنے سے وہ گالیاں نہیں دے سکتے۔ اور نہ کچھ کہہ سکتے ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو یہ طرز سیکھنی چاہیئے۔ انکے مضامین کے علاوہ اور لوگوں کے مضامین بھی نکلتے رہتے ہیں۔ اختلاف کیوقت مسئلہ نبوت مسیح موعود کے متعلق اچھے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ مگر رسالہ کے خریدار کم ہیں اسکے لئے اور پچھلے دنوں اس کے قرض کے متعلق مینے اپیل ..."

غیر مبائعین کی قابل عبرت حالت

اخبار پیغام جلد ۷ نمبر ۲۳ میں جہاں ٹرکی کی خلافت کی تائید میں آواز اٹھائی گئی ہے وہاں اسی پرچہ میں بابو منظور الٰہی صاحب شہنشاہ انگلینڈ کی ہمدردی سے متاثر ہو کر لکھتے ہیں۔ کہ "یہ تو ان اقوام کے بادشاہوں کا حال ہے جو اس وقت برسر عروج ہیں ایک ہماری قوم کے نام نہاد بادشاہ یا سلطان یا نواب ہیں کہ ان کو اپنی ماتحت رعایا کے حالات سے بھی خبر نہیں۔ چہ جائے کہ وہ دیگر علاقہ جات کے اپنے ہم مذہب بھائیوں کے حالات سے باخبر ہوں اور ان کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کریں"۔ دیکھئے ایک طرف تو سلطان ٹرکی کو خلیفہ برحق کہتے اور اس کی سلطنت کو "خلافت منصوصہ موعودہ" تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف چپکے سے اسے نام نہاد کہکر کوستے بھی ہیں۔ جہاں سے مطلب براری ہوئی وہاں تعریفوں کے پل باندھ دیئے جیسا کہ اسی پرچہ میں خواجہ صاحب کا ایک مکتوب بایں الفاظ شایع ہوا ہے۔ کہ "ہز ہائینس نواب صاحب منگرول ان برگزیدہ مسلمانوں میں سے ہیں جن کو ملت بیضا سے خاص انس اور جن کے دل میں اسلام کے لئے خاص درد ہے مجھ سے انہیں للٰہی محبت ہے اور یہ صرف اسلئے کہ مجھے وہ اسلام کا ادنیٰ خادم سمجھتے ہیں"۔ حالانکہ حامیان پیغام مسیح موعود کا انکار کرنے والوں کو فاسق کبھی کہتے ہیں اب سوال ہوتا ہے کہ کیا غیر مبائعین مطابق قرآن حکیم هم الفسقون کے ان برگزیدہ مسلمانوں کو جنکو ملت بیضا سے خاص انس اور جن کے دل میں اسلام کے لئے خاص درد ہے" فاسق یقین کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب انسان کسی اصل پر قائم نہ رہے تو خود تراشیدہ خیالات میں محو ہو کر متضاد بیانات کی پرواہ نہیں کرتا کیا یہ غیر مبائعین کے لئے یہ شرم کا مقام نہیں کہ ایک ہی وقت میں ایک طرف تو کچھ کہتے ہیں اور دوسری طرف کچھ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس دو رنگی نہیں بلکہ ہفت رنگی چال سے لوگ ان کے متعلق کیا خیال کریں گے

خاکسار

شیخ فضل حق ریلوے گارڈ ۔ بہاول نگر